(قسط ۱)

محدثین اور اصولیین کے نزدیک

خبر مشہور کی کیا تعریف و اہمیت ہے؟

مولانا اشتیاق اختر اصلاحی، ای، ۲۹، قدم کا باغ، حیدر گنج لشکر گوالیار

علما اور محدثین سب اس بات پر متفق ہیں کہ اسلامی شریعت میں قرآن کریم کو ہی بنیادی اہمیت ہے اور چاروں بنیادوں میں کتاب اللہ ہی کو بنیادی مرکز قرار دیا گیا ہے یہ خدائی کتاب ان اوامر کی اطاعت کو واجب ٹھہراتی ہے جس کا آنحضورؐ نے کرنے کا حکم دیا ہے اور جس کی توصیف قرآن حکیم نے اس طرح کی ہے " وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ" (سورۃ النجم ا لآیۃ: ۳-۴)

ترجمہ: (اور آپ ہویٰ اور خواہش سے نہیں بولتے بلکہ آپ کا بنیادی مرکز وہ وحی ہے جو آپ پر اتری ہے)

یہ دونوں آیتیں آنحضورؐ کے منصب رسالت کی اہمیت کو ثابت کرتی ہیں۔ وحی کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلی قسم وحی متلو ہے یعنی وہ وحی جسمیں معجزہ بھرا قرآن نازل ہوا۔ اور دوسری وحی غیر متلو کہلاتی ہے جو وحی کی طرح تو نازل نہیں ہوئی اور نہ ہی قرآن کی طرح تالیف شدہ ہے اور نہ ہی معتد بہ معجزوں سے بھری ہوئی ہے لیکن وہ آنحضورؐ سے روایت کی جاتی ہے اور بار بار اس کو

پڑھا جاتا ہے یہ ہی وہ خبر وارد ہوتی ہے جو آنحضور سے بار بار منقول ہوتی ہے اور خبر وہ بھی ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے وضاحت کے ساتھ بار بار دہرائی جاتی ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے۔" لتبین للناس ما نزل الیھم"
ترجمہ: تاکہ تم لوگوں کے سامنے ان حقائق کی وضاحت کردو جو ان کی طرف نازل کئے گئے ہیں۔ (سورہ النحل الآیۃ: ۴۴)

قرآنی ہدایات سے ہم کو یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس دوسری قسم کی وحی کی اطاعت کو واجب ٹھہرایا اس کا نام سنت یا حدیث ہے جس طرح پہلی قسم کی وحی متلو یعنی قرآن حکیم کے احکام و ہدایات کی پیروی کرنا فرض ہے اسی طرح وحی غیر متلو کے احکام و ہدایات کو ماننا بھی واجب ہے اور ان دونوں میں کسی طرح کا فرق نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

" واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول "۔ (سورۃ النساء الآیۃ (۵۹)
ترجمہ: اور خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو)

اس طرح پہلی بنیاد قرآن مجید قرار پائی اور دوسری بنیاد سنت کہی جاتی ہے اور اس پر خبر کا اطلاق ہوتا ہے۔ (بحوالہ الاحکام فی اصول الاحکام علامہ ابن حزم الظاہری: ۱/۲۸ المطبوعہ بمکتبہ مصر ۱۳۴۵ ہجری)

سنت اور اصطلاح کی زبان میں خبر کی تعریف

الخبر جیسی خ اور ب پر زبر ہوتی ہے یہ الخبار سے مشتق ہے الخبار ایسی زمین کو کہتے ہیں جو نرم اور رگدگدی زرخیز ہوتی ہے اس پہلو سے خبر کو خبر اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس سے بہت سے لوگوں کو فائدے حاصل ہوتے ہیں جس طرح نرم زمین اس وقت بہت گرد و غبار اڑاتی ہے جب اس پہ کھروالے گھوڑوں کے کھر دھنستے ہیں۔ خبر قول کی مخصوص قسم کہلاتی ہے اور

زبانی کلام کی بھی مخصوص قسم ہوتی ہے اور اس کو قول کے علاوہ جگہوں پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے شاعر کا یہ قول: "تخبرك العينان والقلب كاتم" ترجمہ: (آنکھیں تم کو خبر دیتی ہیں اور دل اس کو چھپائے رکھتا ہے کیونکہ وہ خاموش رہتا ہے) اور معری کا یہ شعر:

نبی من غربات ليس على شرع ✽ يخبرنا ان الشعوب الى صدع

یہ ایسے اجنبی لوگوں کی طرف سے خبر آئی ہے جس کی کوئی ٹھوس بنیاد نہیں اور یہ خبر ہم کو یہ بتا رہی ہے کہ قبیلے آپسی لڑائی جھگڑوں میں مشغول ہیں۔

(بحوالہ اسمرقندی ابوبکر محمد بن احمد: میزان الاصول فی نتائج العقول: ۴۲ المطبوعہ دار احیاء التراث الاسلامی۔ قطر ۱۴۰۴ھ)

اصطلاحی زبان میں خبر اس کو کہا جاتا ہے جو سچ یا جھوٹ سے خالی نہیں ہوتی اور لغت میں خبر کا مخصوص صیغہ ہے جس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ کوئی خبر دی جا رہی ہے جیسے کہا جائے زید کھڑا ہوا ہے اور عمرو بیٹھا ہوا ہے یا اس طرح اور دوسرے جملے استعمال کئے جائیں یہ سب خبر کہلاتی ہیں اور اشعریہ کا یہ مسلک ہے کہ خبر کا مخصوص صیغہ نہیں ہوتا جو یہ بتاتی ہے کہ جو خبر دی جا رہی ہے اس میں فتنہ و فساد کی امید ہے اس پہلو سے اہل سنت نے خبر کو چار قسموں میں تقسیم کیا ہے ان کے نزدیک اس میں امر و نہی کے احکام خبر و معلومات کے حقائق و معارف۔ امر و نہی کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ (افعل) یہ کام کرو اور نہی یہ ہوتی ہے (لا تفعل) یہ کام مت کرو۔ اور خبر یہ ہوتی ہے جیسے تم کہو زید گھر میں ہے۔ اور استخبار (یعنی چھان بین) یہ ہوتی ہے کہ تم کہو (انا يدا فی الدار) میں گھر میں زیادتی کرتا ہوں تو اس صورت میں خبر وہ سچی ہو جائے گی جس کو ہم نے بیان کیا (بحوالہ اللمع فی اصول الفقہ

[redacted]

۱۶۱ العلامہ الشیرازی ابو اسحاق الشیخ محمد صالح احمد منصور الباز مکۃ المکرمۃ ۱۴۲۵ھ

بعض اہل الاصول کے نزدیک مخصوص صیغہ کے ساتھ جو کلام مخصوص ہو اور اسکی خبر دی جائے اور اس بارے میں لوگوں کو معلومات بتائی جائیں لیکن اس میں اشارہ اور دلالت صراحت کو ذرا بھی دخل نہ ہو کیونکہ اس صورت میں وہ کلام نہیں ہوگا بلکہ اس کے باب میں معلومات بیان کر دی جائیں اور ان کا علم حاصل ہو جائے۔ خبر اس کلام کو کہا جاتا ہے جو تکلیف کے معنٰی سے خالی ہو اور کلام پورا کا پورا تعریف اور تکلیف میں شامل ہوتی ہے اور تکلیف کا مفہوم امر و نہی ہوتا ہے یعنی وہ خبریں جنمیں حکم اور منع کا حکم ہو۔ اس کے برخلاف تعریف خبر اور معلومات فراہم کرنے۔ پکارنے، تمنّا و آرزو کرنے کے ہوتے ہیں اور یہ تمام امور اور حقائق خبر کی تعریف اور معنٰی میں شامل ہوتے ہیں۔ بحوالہ (میزان الاصول ص ۳۲۱)

خبر کی قسمیں

محدثین اور اہل اصول خبر کو متعدد حصوں میں تقسیم کرتے ہیں ایک تقسیم اس طرح کی ہوتی ہے کہ وہ خبر جب ہم تک پہنچتی ہے تو ہم کو اس پر بھروسہ کرنا ہوتا ہے تو محدثین اور اصولیین اس تقسیم کے باب میں آپس میں مختلف ہیں اس کے بعد اصولیین اس باب میں علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں اور اس کی تقسیم دوسرے پہلو سے کرتے ہیں اس طرح خبر کی تقسیم کے بارے میں چار مسلک اختیار کیے گئے ہیں۔

۱۔ حنفیہ لوگوں کا مسلک (۲) جمہور اہل اصول کا مسلک (۳) بعض اصولیین کی رائے (۴) محدثین کی رائے۔

۱۔ حنفیہ حضرات کا مسلک

حنفیوں کا یہ مسلک ہے کہ خبر کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) خبر متواتر (۲) خبر مشہور (۳) خبر آحاد۔

(بحوالہ اصول البغدادی ص ۱۱۹ علامہ البغدادی فخر الاسلام)

فخر الاسلام البغدادیؒ مشہور فرماتے ہیں۔ (آنحضورؐ سے جو احادیث اور اخبار منقول ہوئی ہیں ان کے بھی مختلف درجات اور مراتب ہوتے ہیں۔ بغیر کسی شک وشبہ کے آنحضورؐ تک خبر کا سلسلہ پہنچتا ہو۔ دوسرا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں شکوک وشبہات لفظی ہوتے ہیں تیسرا طریقہ وہ ہوتا ہے جس میں معنوی طور سے شکوک وشبہات ہوں۔ خبر کا پہلا درجہ وہ کہلاتا ہے جو متواتر نہ ہو اور جس کو بیان کرنے والے بھی بہت ہوں۔ اور دوسری خبر کی قسم وہ ہے جو مشہور ہو اور حکم بھی بہت سے بیان کریں۔ اور تیسری خبر کی قسم وہ ہے جس کو خبر آحاد کہا جاتا ہے جسکو بیان کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہو۔

۲۔ جمہور اصولین کا مسلک

جمہور اصولین جن میں شافعیہ، مالکیہ اور حنبلیہ اور ظاہریہ سب شامل ہوتے ہیں کا یہ مسلک ہے کہ سنت کو تین قسموں میں بانٹا گیا ہے۔

۱۔ خبر متواتر   (۲) خبر آحاد

ان کے نزدیک خبر مشہور کی علیحدہ سے کوئی تقسیم نہیں کیونکہ یہ کوئی مستقل بالذات قسم نہیں ہے جیسا کہ ابن قدامہؒ نے تحریر فرمایا ہے (جسکو خبر پہنچے تو اس خبر کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے خبر متواتر اور خبر احاد لیکن جمہور لوگوں کی یہ رائے ہے کہ خبر آحاد کی دو قسمیں ہو جاتی ہیں۔

(۱) الخبر المشہور   (۲) خبر الواحد

بحوالہ روضۃ الناظر وجنۃ المناظر: ۳۶ سلامۃ بن قدامۃ المطبوعہ القاہرہ سنہ ۱۱۳۹ھ

بحوالہ: الاحکام فی اصول الاحکام، ۱/۲۴۳ علامہ ترمذی سیف الدین (المطبوعہ المعارف القاہرۃ سنہ ۱۳۳۲ھ)

۳۔ بعض اصولیین کی رائے اس باب میں علامہ الماوردی نے منفرد مسلک اختیار کیا ہے وہ خبر کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

(۱) الخبر المستفیض (۲) الخبر المتواتر (۳) خبر الآحاد

علامہ الماوردی تحریر فرماتے ہیں۔ رہی خبریں تو وہ تین قسموں میں منقسم ہوتی ہیں ایسی خبریں جن کو بہت سے بیان کیا ہو اور بہت سے فائدہ اٹھایا ہو (۲) ایسی خبریں جو (۳) وہ خبریں جن کو بہت سے لوگوں نے بیان کیا ہو۔ بحوالہ (ادب القاضی علامہ الماوردی: ۱/۳۷ و تحیۃ الارشاد المطبوعہ بغداد ۱۳۹۱ھ)

اور علامہ التراقی کی یہ رائے ہے کہ سنت و فقہ کی زبان میں خبروں کو تین قسموں میں بانٹا جا سکتا ہے۔

(۱) المتواتر والآحاد (۲) خبر نہ تو متواتر ہو اور نہ ہی آحاد ہو (۳) وہ خبر چند آدمی نے بیان کی ہو۔ لیکن زیادہ تر قرینہ یہ بتلاتے ہوں کہ یہ خبر صحیح ہے تو اس کو تسلیم کر لیا جائے گا۔

بحوالہ (شرح تنقیح العقول ص ۱۵۱ (العلامہ عراقی احمد بن ادریس) مطبعہ الخیریہ مصر سنہ ۱۳۰۶ھ)

اوپر کے تجزیہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حنفی، ماوردی اور التراقی سنت کو تین قسموں میں تقسیم کرتے ہیں اگرچہ کسی قدر انہیں ان کے ناموں میں اختلاف پایا جاتا ہے برخلاف اس کے جمہور علماء نے خبر کی ایک قسم خبر شنائی بھی مقرر کی ہے۔

۴۔ محدثین کا مسلک محدثین جمہور اصولیین سے سنت کی بنیادی تقسیم میں متفق ہیں وہ بھی سنت خبر آحاد اور خبر

متواتر میں تقسیم کرتے ہیں لیکن وہ خبر واحد کی تقسیم کے باب میں مختلف ہیں وہ خبر واحد کو تین قسموں میں تقسیم کرتے ہیں ۔ مشہور، عزیز اور غریب اور اس کو فرد کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے اس سلسلہ میں ڈاکٹر محمود الرحمان اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

"جو خبر ہم تک پہنچی ہے وہ دو قسموں میں منقسم ہوتی ہے اگر یہ خبر جن طریقوں سے پہونچی ہے اگر ان میں تعداد متعین نہیں ہے تو اس کو متواتر کہتے ہیں اور اگر یہ خبر جن طریقوں سے پہونچی ہے وہ متعین تو اس خبر کو آحاد کہا جاتا ہے اس طرح خبر آحاد بھی تین قسموں میں منقسم ہو جاتی ہے ۔(مشہور، عزیز اور غریب)

بحوالہ مصطلح الحدیث محمود الرحمان صفحہ ۱۸-۲۱ المطبوعہ دار الکتاب (الاسلامیہ)

سابقہ تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محدثین اور اصولین خبر کی تقسیم کے بارے میں ضرور آپس میں مختلف ہیں ۔ پھر اصولین بھی آپس میں اس باب میں مختلف ہیں اس تجزیہ کے بعد ہم خبر مشہور کے موضوع پر گفتگو کریں گے جس کو کبھی کبھی خبر مستفیض کہا جاتا ہے اس سلسلہ میں اصولین اور محدثین کا موقف اس طرح ہے ۔

لغت کی زبان میں المشہور کی تعریف

المشہور اسم مفعول ہے جو مصدر شھر یشھر سے ماخوذ ہے جیسے کہا جاتا ہے "شھرت الامر" تم نے معاملہ کی شہرت کردی اور علانیہ طور پر اس کو ظاہر کر دیا اور اس اعتبار سے سبب المشہور کر دیا گیا جیسا کہ لغت لسان العرب میں منقول ہے ۔ (مشھور، ظھور الشیئ فی سنعۃ حتی

یشھرہ الناس وفی الحدیث " من

ثوب مذلة : واشھرة

وقال ابن سیدة : " اشھر اللہ والمعروف من الایام سمی بذلک لانه

یشھربا وفیه علامة ابتدائه وانتھائه (لسان العرب)

کتاب الشین باب الراء (تحقیق علی مشتری)

(شہر کا لغت میں یہ مفہوم ہے کسی چیز کو اس انداز میں ظاہر کرنا کہ سب لوگ اس کو جان جائیں اور لوگوں میں اس کی شہرت ہو جائے جیسے حدیث میں ہے جو شہرت کے لباس میں ملبوس ہوتا ہے خدا تعالیٰ اس کو رسوائی اور ذلت کا لباس پہنا دیتا ہے اور ابن سیدہ کا یہ کہنا ہے کہ اشہر اس مخصوص و معروف مہینہ کو کہا جاتا ہے جو بہت سے دنوں سے ملکر بنتا ہے اور اسی لیے شہر کو مہینہ کہا جاتا ہے کہ اس کی شہرت چاند سے ہو جاتی ہے اور اس میں ابتداء اور انتہا کی نشانی ہوتی ہے) (بحوالہ لسان العرب کتاب الشین)

فقہی اصطلاح میں المشہور کا مفہوم مختلف ہے اور اس کی چار تعریفیں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) حنفیہ کے نزدیک المشہور کا مفہوم (۲) جمہور اصولیین کے نزدیک المشہور کا مفہوم (۳) بعض اصولیین کے نزدیک المشہور کا مفہوم (۴) محدثین کے نزدیک المشہور کا مفہوم۔

۱۔ حنفیہ کے نزدیک خبر مشہور کا مفہوم

حنفیہ المشہور کو سنت کی مستقل قسم قرار دیتے ہیں اور یہ وہ قسم ہوتی ہے جمیں صورت کی مشابہت تو ہوتی ہے لیکن معنیٰ کی نہیں یعنی اس کو اصل میں آحاد میں سے شمار کیا جاتا ہے آغاز میں یہی مفہوم تھا پھر دوسری صدی میں خبر کے اتنے متعدد مفہوم مقرر کرلے

گئے کہ ان کے جھوٹ کے بارے میں کثرت کے سبب متفق ہونا ناممکن تھا اس لئے علماء خبر کے متعدد مفہوم قبول کرتے گئے لیکن حنفیہ کے نزدیک المشہور کا مفہوم اس حدیث کا ہوتا ہے جس کو اتنے زیادہ راویوں نے بیان کیا ہو جن سب کے جھوٹ کے بارے میں متفق ہونا ناممکن نظر آتا ہو اس لئے علماء نے اس مفہوم کو قبول کر لیا اور اسی پر سب عمل کرنے لگے۔ لیکن اصل کے اعتبار سے یہ آحاد کی قسم میں سے ہوتی ہے اور فرعی پہلو سے اس کو متواتر خبر کہا جاتا ہے جیسا کہ علامہ عبدالعزیز البخاریؒ نے وضاحت فرمائی ہے وہ تحریر کرتے ہیں (خبر مشہور کا مفہوم ہوتا ہے کہ اسمیں صورتاً تو مشابہت ہوتی ہے لیکن معنوی پہلو سے یکسانیت نہیں ہوتی اور اس کو اس پہلو سے خبر متصل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے لیکن اصل کے اعتبار سے اس کو بھی خبر احاد ہی مانا جاتا ہے اور دونوں صورت یگانگت پائی جاتی ہے جب امت اسلامیہ اپنی عدالت اور مذہبی عدم توازن کے سبب اس کو قبول کر لیتی ہے تو خبر مشہور خبر متواتر کے درجہ میں شریک ہو جاتی ہے یہ اعتبار اور بھروسہ دوسری اور تیسری صدی ہجری تک رہا اس کی شہرت ہوتی رہی لیکن بعد کی صدیوں میں اشتہار کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ ان صدیوں میں خبر آحاد بہت مشہور ہو گئی تھی اور خبر مشہور کو لوگ بھول چکے تھے۔ (بحوالہ کشف اسرار شرح اصول البزدوی ۲۰/۶۸۸ علامہ عبدالعزیز البخاری المطبوعہ بمکتبۃ الصانع قسطنطنیہ)

سابقہ تجزیہ سے یہ نتائج نکلتے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک المشہور اس خبر کو کہا جاتا ہے جس میں تین شرطیں موجود ہوں۔

(۱) خبر مشہور آحاد کی اصل سے ہو (۲) خبر مشہور خیر القرون کے زمانہ میں اس

طرح پھیل گئی ہو کہ وہ تواتر کی حد کو پہنچ گئی (۳) انھیں صدیوں کے علماء نے خبر مشہور کا بھی مفہوم اخذ کیا ہو اور اس پر ان کا عمل رہا ہو۔

خبر آحاد جب ان تین شرطوں سے متصف ہو تو اسکو مشہور کیا جاتا ہے حنفیہ اپنے اس موقف کی تائید میں آنحضورؐ کی اس حدیث کو بیان کرتے ہیں جس میں آپؐ نے فرمایا: "خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم"

ترجمہ: سب سے بہترین دور میرا ہے پھر اس کے بعد جو میرے بعد آئیں یعنی صحابہ تابعین کا۔ (رواہ البخاری رقم الحدیث ۱/ ۲۴۵ (باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ بنیادی حقیقت ہے کہ جب اس زمانہ کے لوگوں نے خبر آحاد کو قبولیت دے دی ہو اور اسی کے مطابق ان کا عمل رہا ہو تو یہ ان کے اجماع کی نشانی ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے اس حدیث کو تسلیم کر لیا۔ ان دوروں کے علماء کا یہ اجماع بہت مضبوط کہلائے گا اور ایسی صورت میں اجماع کا درجہ آحاد اور متواتر سے بھی بڑھا ہوا ہوگا۔

اس لئے بعض احناف مخصوص طور پر حنفیہ فقہ کے بانی علامہ ابو بکر الجصاص کی یہ رائے ہے کہ مشہور خبر متواتر خبر کی قسم میں شریک ہے اور اس کو آحاد کی قسموں میں شامل نہیں کیا جائے گا جیسا کہ امام السرخسیؒ نے تحریر فرمایا ہے (امام ابو بکر الرازیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ خبر مشہور بھی متواتر کی ایک قسم سمجھی جائے گی اور اس مفہوم میں کہ ایسی خبر سے لوگوں کا یقینی علم مضبوط ہوتا ہے) بحوالہ اصول السرخسی۔ مولانا السرخسی شمس الائمہ ۱/ ۲۹۱ ۲ جلد مطبوعہ دار الکتاب القاہرہ ۱۹۷۲ء

۲۔ جمہور اصولیین کے نزدیک خبر مشہور کا مفہوم

جمہور اصولیین شافعیہ حنبلیہ اور جمہور مالکیہ کی خبر مشہور کے بارے میں یہ رائے ہے کہ یہ بھی خبر آحاد ہی کی ایک قسم ہے ان کے نزدیک یہ علیحدہ سے سنت کی کوئی قسم نہیں ہے جمہور کے نزدیک خبر آحاد اس کو کہتے ہیں جس میں خبر متواتر کی شرطیں نہ پائی جاتی ہوں جیساکہ علامہ شیرازی نے کتاب اللمع میں تحریر فرمایا ہے۔

(واعلم ان خبر الواحد ما عن حد التواتر) (کتاب اللمع للعلامة الشیرازی صفحہ ۱۶۴)

ترجمہ: اور جان لو کہ خبر آحاد اس کو کہا جاتا ہے جو خبر متواتر سے بالکل نزدیک نہ ہو۔

جمہور کے نزدیک خبر مشہور اس کو کہتے ہیں جن کی درج ذیل متعدد تعریفیں بیان کی گئی ہیں علامہ سیف الدین الآمدی الشافعیؒ تحریر فرماتے ہیں: (خبر الواحد ان نقله جماعة وتزید علی الثلاثة (والاربعة سمی مستفیضاً مشهوراً) (الاحکام فی اصول الاحکام جلد ۲، ۴۹)

ترجمہ: خبر احاد کو اس کو کہتے ہیں جس کو ایک جماعت نقل کرے اس جماعت کی تعداد تین یا چار سے اگر زائد ہو جائے تو اس خبر کو مستفیض مشہور کہا جائے گا۔

علامہ ابن النجار الحنبلیؒ اس طرح تحریر فرماتے ہیں (فدخل فی الاحاد من الاحادیث ما عرف بانه مستفیض مشهور، وهو ما زاد نقله علی ثلاثة عدول، ولا بد ان یکونوا اربعة فصاعدا وقیل ما زاد نقلته علی واحد فلابد ان یکونوا اثنین فصاعداً وقیل له ما ارتفع من صفة الآحاد ولم یلتحق المتواتر (شرح

الکواکب المنیر (تحقیق د اد صبۃ الزحیلی وغیرہ جلد ۲ /۳۴۶ کلیۃ الشریعۃ الکتاب الخامس مکۃ المکرمۃ) العلامۃ ابن النجار الحنبلی)

ترجمہ (آحاد میں وہ حدیثیں شامل ہوتی ہیں جو اس پہلو سے مشہور ہوں کہ وہ مستفیض مشہور ہوں اور جن کو تین عادل لوگ بیان کریں اور یہ بھی ضروری ہے کہ ان کی تعداد چار سے زائد ہو اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نقل کرنے والے ایک یا دو سے زائد ہو اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خبر احاد اس کو کہا جاتا ہے جو آحاد کے صنف سے بلند ہو لیکن متواتر کے درجے کو نہ پہونچے)

خلاصہ کلام یہ نکلتا ہے کہ جمہور کے نزدیک خبر مشہور اس کو کہا جاتا ہے جس میں حسب ذیل شرطیں پائی جاتی ہوں۔

(۱) خبر مشہور اس کو کہتے ہیں جس کو ایک عادل جماعت نقل کرے جس کی تعداد تین یا چار سے زائد ہو۔

(۲) خبر مشہور اس کو کہتے ہیں جس کو ایک فرد یا زیادہ سے زیادہ بیان کریں۔

(۳) خبر مشہور کمزور آحاد سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے لیکن اس کا درجہ تواتر کے درجہ کو نہیں پہنچتا۔ پھر یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ جمہور خبر مشہور کو خبر آحاد کے برابر درجہ دینے میں باہم متفق نہیں لیکن اس پہلو سے سب باہم متفق ہیں کہ خبر آحاد سے بڑا درجہ خبر مشہور کو حاصل ہے جبکہ خبر آحاد ہی کا وہ بھی ایک حصہ ہے کہ ابتداء میں خبر مشہور جن راویوں سے منقول ہوتی ہے وہ ابتداء میں تعداد میں ایک ہی ہوتا ہے لیکن بڑھتے بڑھتے اس کے بیان کرنے والوں کی تعداد تین تک ہو جاتی ہے جیسا کہ علامہ ترمذی اور ابن الحاجب کا مضبوط فیصلہ ہے یا راویوں کی تعداد خبر مشہور میں دو تک ہو جاتی ہے

جیساکہ ابن الہمام کا مسلک ہے ۔ جمہور اس بات پر بھی ایک رائے ہیں کہ خبر واحد میں بہت سے لوگ شامل ہو جائیں اور اس کی تصدیق کردیں اور اس پر عمل کرنے لگیں تو اس کا مقام خبر آحاد سے بھی بڑھ جاتا ہے اور اس کا مضمون علم کے درجہ پر پہنچ جاتا ہے اسی طرح جس طرح تمام لوگ شخص واحد کے وجوب عمل پر متفق ہوتے ہیں اس سلسلہ میں جمہور کا مضبوط مسلک یہی ہے کہ خبر مشہور کمزور خبر آحاد سے بھی زیادہ بلند درجہ حاصل کرلیتی ہے اور تواتر کے مقام کو نہیں پہونچتی ہے اور اکثریت امت اس کو اس لئے قبول کرلیتی ہے کہ بہترین زمانوں کے لوگوں نے اس کو تسلیم کرلیا ہے یا بعض لوگوں نے اس کے مطابق عمل بھی کرلینا شروع کردیا ہو یا بعض لوگوں نے اس سلسلہ میں کوئی تاویل کی ہو جمہور کا یہ مسلک ہے کہ خبر مشہور حدیث عمل کو واجب قرار دیدیتی ہے اور اس سے عمل کا بھی وقوع ہوتا ہے ۔ بحوالہ کتاب اللمع للعلامہ الشیرازی ص/ ۱۶۵ جیساکہ ابن النجار نے شرح الکواکب المنیر جلد ۲/ ۳۵۰-۳۵۲ میں تحریر فرمایا ہے (میرا مسلک اور رجحان بھی یہ ہی تھا اور اسی رائے کو میں مضبوط سمجھتا تھا پھر مجھ پر یہ بات واضح ہوئی کہ جو مسلک اس سلسلہ میں پہلے اختیار کیا تھا وہ ہی زیادہ بھلا ہے اس لئے کہ ان پیغمبر کے تحت جو غلطیوں سے معصوم ہیں غلط اور کمزور نہیں ہوتا اور آنحضور کے معصوم عن الخطاء ہونے کے سبب تمام امت کا اس پر اجماع ہوگیا) اور ابن قاضی الجبل اس طرح تحریر فرماتے ہیں (مذہب الحنابلہ ان اخبار الآحاد المتلقاۃ بالقبول تصح لاثبات اصول الدیانات) (شرح الکواکب المنیر ۲/ ۳۵۰-۳۵۲ ۔ للعلامۃ ابن النجار)

[redacted]

ترجمہ: اس باب میں حنبلیوں کا یہ مسلک ہے کہ وہ آحاد خبریں جن کو زیادہ لوگ بیان کریں اور بکثرت ان کو قبول بھی کرے تو دیانت کے اصول کے مطابق وہ آحاد خبریں درست تسلیم کرلی جائیں گی)

۳۔ بعض اصولیین کے نزدیک خبر مشہور کا درجہ

(الف) اس سلسلہ میں ظاہریہ کا مسلک ہے کہ خبر مشہور کو حدیث کی قسموں میں درجہ نہیں ملے گا ان کے نزدیک حدیث دو قسموں میں تقسیم ہوجاتی ہے۔

(۱) حدیث متواتر (۲) حدیث آحاد

آحاد ان حدیثوں کو کہا جائے گا جو تواتر کے درجہ کو پہونچ جائیں چاہے راویوں کی تعداد تین یا تین سے زیادہ ہوجائے علامہ ابن حزمؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔

وایضاً فان الخبر وان روی من طرق ثلاثة او اربعة او اکثر من ذلک فهو کله خبر واحد (الاحکام فی اصول الاحکام للعلامة بن حزم الظاهری جلد ۱/۱۴)

وہ خبر جس کو تین یا چار یا اس سے زیادہ افراد نے بیان کیا ہو وہ آحاد کے درجہ میں ہوگی۔

بنیادی سبب یہ ہے وہ خبر جس کو ایک عادل شخص نے بیان کیا ہو وہ چاہے زیادہ راویوں کے طریقوں سے بیان ہوئی ہو یا نہیں اور چاہے اس کو امت اسلامیہ کی اکثریت نے قبول نہ کیا ہو ظاہریہ کے نزدیک اس پر عمل ضروری ہے اور ایسی حدیث کے مضمون کو علم کے برابر درجہ ملے گا۔ اور آحاد خبروں کا درجہ بھی خبر مشہور اور خبر واحد کے برابر ہوگا اس لئے ظاہریہ خبر مشہور کو آحاد کی

مخصوص قسم قرار نہیں دیتے۔

(ب) علامہ شوکانی کا مسلک علامہ شوکانی کا اس باب میں دوسرا مسلک ہے وہ آحاد خبروں کو تین قسموں میں بانٹتے ہیں۔ (۱) المستفیض (۲) المشہور (۳) خبر الواحد

علامہ شوکانی خبر مشہور کی جو تعریف بیان کرتے ہیں وہ ہی حنفیوں کا مسلک ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

والقسم الثالث المشهور وھو ما اشتھر ولو فی القرن الثانی او الثالث الی حد ینقلہ ثقات لا یتوھم تو علی الکذب ولا یعتبر الشھرۃ بعد القرنین۔ (ارشاد الفحول للعلامۃ الشوکانی ص/۴۴ المطبوعۃ ادارۃ الطباعۃ المنیرۃ دمشق ۱۳۴۸ ہجری)

اور تیسری قسم مشہور ہے اور جس کی شہرت دوسری یا تیسری صدی میں اس حد تک رہی ہو کہ اس کو اس قدر بھروسہ مند راویوں نے بیان کیا ہو جنکا جھوٹ پر متفق ہونا ناممکن ہو اور جس کی شہرت کا اعتبار دو صدیوں کے بعد نہ ہوگا۔

محدثین کے نزدیک خبر مشہور کا مفہوم جیسا کہ سابقہ میں بیان کر چکے ہیں جمہور محدثین کے نزدیک حدیث کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ متواتر اور آحاد۔ پھر آحاد کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ (۱) المشہور (۲) العزیز (۳) ایسی غریب جس کو ایک شخص نے ہی روایت کیا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض لوگوں کا یہ مسلک ہے کہ خبر مشہور بذات خود مستقل قسم ہے (بحوالہ الحاکم وابن الصلاح وغیرہما)

کیونکہ ان کے نزدیک خبر مشہور حدیث کی ایک مستقل قسم ہے۔ محدثین کا اس باب میں اختلاف ہے کہ خبر مشہور کی کیا تعریف ہے۔ پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کے نزدیک مشہور حدیث کی کوئی ایک تعریف نہیں ہے۔ متقدمین محدثین میں وہ لوگ شامل ہیں جو علامہ ابن حجر العسقلانی سے قبل ہوئے ہیں یعنی وہ محدثین آٹھویں صدی کے اخیر میں ہوئے ہیں وہ المشہور کی تعریف دوسرے طریقہ سے بیان کرتے تھے یہاں تک کہ علامہ الحافظ ابن حجر کا دور مبارک آیا۔ اور انھوں نے مخصوص اسلوب میں مشہور کی تعریف بیان کی۔ خبر مشہور کی جامع اور محکم تعریف بیان کی اور اس کے نئے مخصوص شرطوں کی بھی وضاحت فرمائی۔ اس زمانہ کے محدثین سے لیکر موجودہ زمانہ کے محدثین نے حافظ ابن حجر کی رائے ہی کو اختیار کیا ہے اور سب لوگ اپنی تصنیفوں میں متفق طور پر اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اس تذکرہ کو ہم اس طرح بیان کرسکتے ہیں: "ان

المحدثین ینقسمون الی طبقتین فی تعریف المشہور:

(۱) طبقۃ المتقدمین (۲) طبقۃ المتأخرین والیک آراءھم۔

ترجمہ: خبر مشہور کی تعریف کے باب میں محدثین دو طبقوں میں منقسم ہوتے ہیں۔ پہلا طبقہ متقدمین محدثین کا ہے دوسرا طبقہ متأخرین محدثین کا ہے۔ اس باب میں محدثین کی کیا رائیں ہیں انکو قارئین کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

متقدمین محدثین کے نزدیک حدیث مشہور کا مفہوم

آٹھویں ہجری

کے جمہور متقدمین کا اس سلسلہ میں یہ مسلک رہا ہے کہ حدیث مشہور حدیث

کی مستقل قسم ہے بعض متقدمین کی یہ رائے تھی کہ متواتر حدیث بھی مشہور حدیث کی ایک قسم ہے۔ مشہور محدث الحاکم نے اپنی تصنیف (معرفۃ علوم الحدیث) میں حدیث مشہور کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن اس کو متعدد قسموں میں تقسیم کیا ہے حدیث مشہور صحیح اور حدیث مشہور غیر صحیح۔ حدیث مشہورہ میں وہ حدیثیں بھی شامل ہوتی ہیں جن میں خاص اور عام ہوں اور احادیث مشہورہ انکو کہا جاتا ہے جن کی اہل علم واقفیت رکھتے ہیں اس کی توضیح اس طرح کی جاتی ہے اور اہل علم ان کی حقیقت کے بارے میں جانتے ہوں اور مشہور حدیثوں میں غیر صحیح حدیثیں بھی شامل ہوتی ہیں کیونکہ بہت سی حدیثیں ایسی ہیں جو صحیح حدیثوں میں تو مروی نہیں ہوئی ہیں لیکن وہ بہت مشہور ہوگئی ہیں جیسے آنحضورؐ کی یہ حدیث (طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ) (علم کا سیکھنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے)

یا یہ حدیث "نضر اللہ امرأً سمع مقالتی فوعاها" (خدا تعالیٰ اس شخص کو خیر آباد رکھے جس نے میری بات سنی اور اس کو محفوظ کر لیا)

یا یہ حدیث" لا نکاح الا بولی" (نابالغ کا نکاح بغیر ولی کے جائز نہیں) اس کے علاوہ متعدد مشہور احادیث ایسی ہیں جو صحیح سندوں سے نقل ہوئی ہیں جیسے " انما الاعمال بالنیات ولکل امرء مانوی" اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر ایک کو اس کا بدلہ ملتا ہے جس کی اس نے نیت کی ہو) یا یہ حدیث " ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من الناس " (بے شک خدا تعالیٰ اس وقت تک علم کو نہیں اٹھا لیتا ہے، جبتک لوگ علم کے حصول و طلب میں لگے رہتے ہیں) (باقی ص ۳۲ پر)